واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (اے ایمان والو) حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار دئے گئے ہیں (مسلمان بادشاہ) اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول اور بادشاہِ وقت کا ذکر ہے اور جہاں یہ موجود نہوں انکے نائب کی تابعداری لازم ہے۔

اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ جس کی بنا پر وہ سب مخلوق پر ہر قسم کا حق رکھتا ہے۔ بشرطیکہ وہ جادۂ شرافت سے قدم باہر نہ نکالے اسی بنا پر وہ جانور کو جس طرح چاہے کام میں لاسکتا ہے۔ مثلاً اس پر سواری کرسکتا ہے۔ اس کا دودھ پی سکتا ہے۔ اس کی کھال سے جوتے بنا سکتا ہے اور ڈول تیار کرسکتا ہے اس کی چربی سے چراغ روشن کرسکتا اور مشینوں میں بجائے تیل کے کام میں لاسکتا ہے اس کے بال اور ہڈی اپنے مصرف میں صرف کرسکتا ہے۔ اور گوشت بھی کھا سکتا ہے مگر کوئی تکلیف ان کو نہیں دیسکتا اور بلا خاص ضرورت اُن کا ایک بال بھی نہیں توڑ سکتا بلکہ اُنکی ہر تکلیف کو رفع کرنا اس کا فرض ہے۔ ان کو بھوکا یا پیاسا رکھنا یا سردی یا گرمی سے ایذا دینا سخت گناہ ہے۔

وہ چیز بہتر ہے جو مالک کی مرضی کے مطابق ہو اور جو خلاف ہو وہ کیسی ہی اچھی معلوم ہوتی ہو وہ بہتر نہیں ہے۔ مالک کی مرضی کا پتہ جب تک وہ خود نہ کہے نہیں چل سکتا۔ اور جو ہستیاں اعلیٰ ہیں وہ ادنیٰ ہستی سے مخاطب نہیں ہوتیں جیسے بادشاہ یا کوئی بڑا حاکم وہ جب بات کرے گا تو ایسی ہستی سے کرے گا جس کا مرتبہ اس کے بعد ہی ہو یا دیگر اشخاص سے بزرگ ہو۔ خداوند تعالیٰ نے

بھی یہی حال ہے کہ وہ اپنے ہر بندہ سے بات نہیں کرتا بلکہ جو اس کا برگزیدہ بندہ ہوتا ہے اسی سے وہ مخاطب ہوتا ہے جس کو پیغمبر یا رسول کہتے ہیں۔ پس رسول ہم کو جو حکم دے وہی مالک کی مرضی کے مطابق ہے اور بہتر ہے اور ہم کوئی بات کیسی ہی بہتر کریں مگر چونکہ اس میں مالک کی مرضی شامل نہیں اس لئے وہ ہرگز بہتر نہیں ہو سکتی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ مذہبی کل امور قابل تسلیم ہیں اور اس کے خلاف جملہ احکام اور رائے مردود۔ اس اعتبار پر گوشت کا کھانا چونکہ مذہبی طریقہ پر درست اور جائز ہے اس لئے ہرگز اس میں چون و چرا کو دخل نہیں ہو سکتا اور نہ کسی طرح کا شک پیدا ہو سکتا ہے اور نہ اخلاقی اعتراض ہو سکتا ہے اور نہ طبی بلکہ اعتراض کرنا جہالت اور دیوانگی کے مماثل ہے خدا نے ہم کو صاف اجازت گوشت کھانے کی دی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُولَةً وَّفَرْشًا ط كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ط قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ط نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ط قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ط اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ط اور چوپایوں میں دو طرح کے ہیں ایک لائق سواری کے اور ایک سواری کے قابل نہیں (جیسے چھوٹا اونٹ کا بچہ) کھاؤ اس چیز سے جو روزی دی اللہ نے تم کو اور نہ پیروی کرو شیطان کے راستوں کی (کھیتی اور جانوروں میں)

حرام کرنے میں) بے شبہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے - پیدا کیا اللہ نے چوپایوں میں سے آٹھ قسمیں -

بھیڑ اور دنبے سے	۲	یعنی نر و مادہ
بکری سے	۲	" "
اونٹ سے	۲	" "
گائے سے	۲	" "

یہ سب جانور اللہ نے تمہارے کھانے کے لئے حلال کر دئے ہیں اور باقی آیت کا مطلب یہ ہے کہ نافرمان بعض کو حرام اور بعض کو حلال اور بعض کا کچھ حصہ حرام بتلاتے ہیں وہ کچھ چیز ماننے کی نہیں ہے تم ان تمام جانوروں کو جن کا اوپر نام لیا گیا خوشی سے کھاؤ -

خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو نباتی پیداوار کے علاوہ حیوانی غذا کے کھانے کی اجازت دی اور جو ان میں سے ناقص اور مضر تھیں ان کو منع فرمادیا جیسے خنزیر اور حلال جانوروں کے بھی کھانے کے طریقے ارشاد فرمادئے کہ اس کو ہرگز نہ کھانا جو خود بخود مرگیا ہو اور نہ اس کو جس کو کسی درندہ نے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ؕ حرام ہوا تم پر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا اللہ کے سوائے کا جو مر گیا گھٹ کر یا چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا پھاڑنے والے نے مگر جو تم نے ذبح کر لیا وہ حلال ہے، یا جو ذبح ہوا کسی تھان پر (دیول)

مار ڈالا ہو کیونکہ یہ اسی کا حق ہے جس نے اس کو شکار کیا ہو اگر تم اس کا شکار لے لوگے تو تم میں اور اس میں جو فی پیزار چل جائیگی نیز یہ ایک کم ہمتی کی بھی نشانی ہے اور بہت سے جانوروں میں زہر بھی ہوتا ہے اور اسی طرح جو خود مر جاتا ہے وہ بھی اکثر بیماری کی وجہ سے مرتا ہے اور اکثر بیماریاں زہریلا اثر رکھتی ہیں۔ اگر انسان دوسرے کا شکار کیا ہوا کھانے لگتا تو ان جانوروں کی نظروں میں ذلیل ہو جاتا اور وہ اس کو زیادہ ہلاک کرنے لگتے جو غیر کی کمائی پر بسر کرتے ہیں وہ کمانے والے کی نظروں میں ذلیل رہتے ہیں۔ کسی جانور کا شکار کیا ہوا گویا اسکی کمائی ہے، میں ضرور کہوں گا بلا شک دنیا کی اور غذاؤں سے گوشت میں ہر قسم کے فوائد زیادہ ہیں البتہ اس کو کم مقدار میں کھانا چاہیئے۔
چونکہ میں ہر طرح گوشت کھانا انسان کا حق سمجھتا ہوں اس لیے جب میں نے یہ سنا کہ کوئی صاحب آج گوشت کے لئے یہ بیان دے رہے ہیں کہ انسان اس کے کھانے کا مستحق نہیں ہے تو مجھسے خاموش نہ رہا گیا اور میں نے اس ناحق فیصلہ کی فوراً تردید کی اور حق کو ظاہر کر دیا اور وہ آپ کے سامنے اگلے سطروں میں مسطور ہوتا ہے۔ جس مضمون کو میں ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں علحدہ علحدہ یہ میرا مضمون اخبار مسلمان امرتسر میں مباحثہ کے بعد ہی شایع ہو چکا ہے ۲۲ نومبر ۱۹۱۰ء سے لیکر ۲۵ اپریل ۱۹۱۱ء تک کے پرچوں میں یہ مضمون آپ کو ملسکتا ہے جس کی مطابقت اگر سن ہجری سے کیجائے تو ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ سے لیکر ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہجری تک ہوتی ہے چونکہ یہ مضمون اپنی نوعیت کا پہلا مضمون تھا اس لئے

میرا خیال اسی وقت سے اس کو علیحدہ کتابی شکل میں شایع کرنے کا تھا مگر کل امر رہین بوقتہا (ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر ہے) ابتک اس کی اشاعت کا وقت نہ آیا تھا حالانکہ میں نے اس عرصہ میں دو کتابیں اور نوے (۹۰) رسالے المعالج کے لکھکر شایع کیے تاہم خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب بھی میری زندگی ہی میں شایع ہوکر ہدیہ ناظرین ہو گئی۔

تمہید مباحثہ

میں اپنے پیشہ طبابت کے لحاظ سے ہمیشہ مذہبی بحث مباحثہ سے دور رہتا ہوں نومبر ۱۹۱۰ء میں ایک اتفاقی طور پر یہ معاملہ پیش آگیا اگرچہ یہ ایک مذہبی بحث تھی مگر اس کا ظاہری رُخ طبی تھا اس لئے میں نے اُس کو منظور کر لیا۔ جمعہ کا دن اور گیارہ بجے کا وقت تھا، محلہ کے ایک انگریزی خوان طالب علم میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو کہا کہ سوامی نتیانند اور یوگنند یہاں آریوں کے نامی پنڈت آئے ہوئے ہیں ان کے جلسہ سے واپس آرہا ہوں۔ میں نے مضمون کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ گوشت خوری کے متعلق بیان تھا اور طبی طریقہ پر یہ ثابت کیا گیا کہ گوشت کھانا جائز نہیں ہے اور نقصان دہ ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ اگر طبی طریقہ پر ناجائز ثابت کردیں تو میں گوشت ترک کرنے کو تیار ہوں۔ یہ طالب علم دوبارہ مغرب کے وقت میرے پاس آئے اور سوامی جی کی طرف سے مجھے پیغام دیا کہ وہ مجھے گوشت خوری کے متعلق طبی طریقہ پر بحث کرنے کو تیار ہیں اور یہ بھی کہا کہ جلد

آئیں کیونکہ وہ آج ہی رات کی گاڑی سے واپس روانہ ہونیوالے ہیں۔

جو کچھ میں نے اُن طالب علم صاحب سے دوپہر کو کہا تھا اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ میں واقعی بحث کروں گا مگر اس وقت میرے لئے سخت ذلت تھی اگر میں اُنکے بلانے پر نہ جاتا۔ چونکہ میں پہلے سے اس کام کے لئے تیار نہ تھا۔ میں نے دو ایک منٹ اس بارہ میں غور کیا تو یہ بات میرے دل میں آئی کہ اگر میں حق پر ہوں تو ضرور کامیابی ہوگی اور چونکہ یہ امر مذہبًا بھی جائز ہے اور مذہب ہمارا سچا ہے اس لئے کامیابی کا پورا یقین ہوا۔ غرض تنہا اس طالب علم کے ساتھ ہو گیا۔ بعد مزاج پرسی مجھے سوال کرنیکا موقع دیا گیا۔ میں نے اپنی تقریر اس طرح شروع کی

مباحثہ

گوشت خوری کے متعلق میں کچھ دلائل بیان کرنا چاہتا ہوں جن کو کسی مذہب سے تعلق نہ ہوگا۔ پھر میں نے کہا کہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی پیدائش خون سے ہے (اور اس کا مفصل ثبوت بھی دیا) اور جب وہ شکم مادر ... سے آیا تو وہ گوشت کا تھا (جما ہوا خون گوشت کہلاتا ہے یعنی جسم کے اندر خون خاص ترکیب سے جم کر گوشت بن جاتا ہے) اور اس وقت پر بھی گوشت ہی کا ہے۔

جب وہ شکم مادر میں تھا اپنی روزی (غذا) اپنے کسب سے حاصل کر سکتا تھا قدرت نے اُس کی روزی وہاں خون مقرر کی تھی اور جب شکم مادر سے باہر آیا وہ غذا یعنی خون نہ ملنے کی وجہ سے مجبوری دوسری اشیاء پر بسر کرنے لگا جن کو ہم اپنی کم سمجھی سے غذا سمجھتے ہیں۔ مگر درحقیقت یہ اُس کی غذا نہیں ہے بلکہ اس وقت بھی اُس کی غذا وہی ہے جو قدرت نے اُس کو شکم مادر میں مقرر کی تھی یعنی خون

اس کی توضیح یہ ہے کہ جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ جزو بدن انسان نہیں ہوتی بلکہ
اول اس کا خون بنتا ہے۔ پھر یہ خون انسان کے بدن کی غذا ہوتی ہے۔

اطباء کے پاس غذا کی دو قسمیں کی گئیں ہیں۔

(۱) غذاء بالقوۃ (۲) غذاء بالفعل

غذاء بالقوۃ وہ ہے جو خود غذا نہیں ہوتی بلکہ صلاحیت غذا بننے کی رکھتی ہے
جیسے لکڑی کہ خود کوئلہ (کوئلہ) نہیں ہے بلکہ صلاحیت کوئلہ بننے کی رکھتی ہے پس
اسی طرح جو چیز کہ کھائی جاتی ہے وہ خود غذا نہیں ہوتی بلکہ غذا بننے کی
صلاحیت رکھتی ہے یعنی غذاء بالقوۃ جب غذاء بالفعل (خون) بن جاتی ہے تو
جزو بدن انسان ہوتی ہے۔ کیا جو چیز معدہ میں جائے وہ غذا ہے؟ نہیں
کوئی شخص بھی کنکریوں کو جو کسی طرح سے غلہ وغیرہ کے ساتھ پک کر معدہ میں
پہنچ جاتی ہیں غذا نہیں کہتا۔ دوا جو قصداً پی جاتی ہے غذا نہیں کہلاتی
پس معلوم ہوا کہ محض معدہ میں داخل ہونے کی وجہ سے کوئی چیز غذا کے
نام سے موسوم ہونے کی مستحق نہیں ہوتی بلکہ اصل غذا وہ ہے جس سے بدن
انسان کا تغذیہ (پرورش) ہو اور وہ خون ہے۔ پس ثابت ہوا کہ
انسان کی غذا وہی ہے جو روز اول سے خدا نے اس کے لئے مقرر کی ہے
یعنی خون اور خون ترکیب خاص جم کر گوشت بن جاتا ہے لہذا یہ امر ثابت
ہوا کہ غذاء انسان گوشت ہے۔

مزید توضیح۔ آپ اسی امر کو دوسرے طرح یوں سمجھ لیجئے کہ انسان کی
غذا گوشت ہی ہے مگر قدرت نے اس کی آسانی کے خیال سے اس کے

جسم میں ایک ایسی مشن بھی بنادی ہے جو گوشت نہ ملنے کی صورت میں دوسری اشیاء سے گوشت بنا سکتی ہے۔ اسی بنا پر عوام کو شبہ جاتا ہے کہ انسان کی غذا دوسری اشیاء سے بنتی ہے حالانکہ جس قدر دوسری اشیاء وہ داخل معدہ کرتا ہے وہ سب خون بننے کے بعد غذا ہوتی ہیں۔

اعتراضات از سوامی نتیانند صاحب (۱) بچہ مادر شکم میں دودھ پیتا ہے خون نہیں پیتا۔
(۲) مولوی صاحب آدمی کی پیدائش خون سے بتلاتے ہیں آدم کی پیدائش مٹی سے ہے قرآن میں موجود ہے۔
(۳) بغیر جیو (جان) مارے گوشت میسر نہیں ہو سکتا اور جیو کا مارنا ظلم ہے اور خدا کی چوری۔

اعتراض از یوگندر پال (۴) مولوی صاحب کے بیان سے معلوم ہوا کہ انسان کی غذا خون ہے اور قرآن میں خون کا کھانا حرام ہے۔

اعتراض از ڈاکٹر پرتھوی پال صاحب (۵) قدرتی غذا انسان کی گوشت نہیں ہے۔ گوشت خور کے دانت اس طرح کے اور زبان اس طرح کی ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

جوابات

(۱) بچہ شکم مادر میں ہرگز دودھ نہیں پیتا یعنی جنین کی غذا ہرگز دودھ نہیں ہوتی۔ کوئی ڈاکٹر حکیم یا وید اس امر کا قائل نہیں آپ کسی بچہ کی اول وقت پیدائش ناف جو اس کی غذا کا آلہ ہے کاٹ کر ملاحظہ کر لیں کہ اس میں سے

خون نکلتا ہے یا دودھ۔

دودھ پستان میں بنتا ہے اور بننے کے بعد کہیں اور جگہ واپس نہیں جاتا۔ خون ہی کا دودھ بنتا ہے پستان کی خاصیت اور بناوٹ خون کو دودھ بنا دیتی ہے اگر خون بالفرض کسی دوسرے ظرف (اعضاء) میں چلا بھی جائے تو دودھ اُس ظرف (عضو) کی خاصیت حاصل کریگا جیسا کہ عام قاعدہ ہے۔

دودھ ایسی غذا ہے جس سے پاخانہ بنتا ہے اگر جنین کی غذا دودھ ہوا کرتی تو پاخانہ کی وجہ سے سخت مشکل ہو جاتی۔

دودھ زندہ کی غذا ہے تین ماہ تک جنین مردہ ہوتا ہے۔ دودھ ایسی غذا ہے کہ بغیر معدہ میں داخل ہوئے ہضم نہیں ہو سکتی اور جنین کا معدہ کام ہی نہیں کرتا اور جو غذا معدہ میں جاکر ہضم ہوگی اسمیں پاخانہ لازمی طور پر پیدا ہوگا شکم مادر میں پاخانہ کا پیدا ہونا بالکل مصلحت کے خلاف ہے۔

پس یہ کہنا کہ جنین خون سے پرورش نہیں پاتا بلکہ دودھ سے پاتا ہے حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔

جواب نمبر ۲ میں نے جو کچھ کہا اس کو حاضرین نے بخوبی سمجھ لیا اور جو کچھ میرا دعوی تھا وہ میں نے ثابت کر دیا مگر اب آپ آدم کی پیدائش کا حال بھی سن لیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ **ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنہ نطفۃ فی قرار مکین** (مجھے اتفاقاً اس وقت یہ آیت یاد آئی) دیکھئے اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے آدم کو اس مٹی سے بنایا ہے (زمین کی طرف اشارہ کر کے) جس کا بنا ہوا بتاتے ہو دیکھو

لفظ طین جس کے معنی مٹی کے ہیں اس کے آگے لفظ سلالۃ موجود ہے جس کے معنی چھنے ہوئے اور خلاصہ کے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالے نے اول مٹی سے نبات اور نبات سے حیوان بنایا پس اس طرح پر بھی ہمارا مطلب ثابت ہوا اور اگر آپ اس بات کے قائل ہیں کہ آدم کو اسی مٹی سے پیدا کیا تو پھر کوئی جھگڑا ہی نہ رہا ہر چیز مٹی کی ہوئی گوشت بھی مٹی کا ہوا۔ دال بھی مٹی کی اور ترکاری بھی مٹی کی اور آپ اور ہم بھی مٹی کے ہوئے۔

جواب ۳ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ جیو ماریں میں صرف اس قدر کہتا ہوں کہ گوشت انسان کی غذا ہے اور انسان روز اول سے تا این دم گوشت ہی کھاتا ہے۔

سوال۔ وید میں علاج کرنا آیا ہے یا نہیں (خاکسار)

جواب۔ وید میں علاج کرنا آیا ہے (یوگندر پال)

سوال۔ ڈاکٹری قاعدہ کے مطابق ہر مرض کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے (خاکسار)

جواب۔ یہ صحیح ہے (ڈاکٹر صاحب)

نتیجہ۔ آپ کی سمجھ میں آگیا ہوگا یا میں عرض کروں مرض کا باعث کیڑے ہوئے اور مرض کا علاج کرنا کیڑوں کا مارنا ہوا جو وید (جو آپ کے عقیدہ کے مطابق آسمانی کتاب ہے) سے ثابت ہے اور وید آسمانی کتاب ہونے کے لحاظ سے ظلم کی تعلیم نہیں دے سکتی۔ پس ثابت ہوا کہ جیو ہتیا ظلم نہیں ہے۔

نوٹ۔ سوالات کے جوابات تو وہ خوشی سے دیتے رہے مگر جب نتیجہ نکلا تو بیچارے پریشان ہوگئے اور یہ کہنے لگے۔

جواب | ظالم کا مارنا ظلم نہیں جیسے شیر سانپ کا مارنا (نتیانند)

جواب الجواب | گائے اور بکری جو گھاس کے ساتھ اکثر باریک کیڑے یعنی ننھے جانور کھا جاتے ہیں وہ جانور خدا سے فریاد کرتے ہیں کہ تو ان سے ہمارا بدلہ لے تو خدائی فیصلہ ان گائے اور بکریوں کو گوشت خوروں کے سپرد کر دیتا ہے وہ انکو کھا جاتے ہیں اس طرح پر گائے اور بکریوں کا کھانا ظلم نہیں بلکہ ایک انصافی فیصلہ کی بنا پر ہے (خاکسار)

جواب نمبر ۴ | میں پیشتر بھی بیان کر چکا ہوں کہ جما ہوا خون گوشت ہوتا ہے جو حرام نہیں ہے۔

اب میں غیر جمے ہوئے خون کے متعلق عرض کرتا ہوں اس کو زہر یا کوئی خراب چیز ہونے کی وجہ سے کھانے سے نہیں روکا گیا جیسا کہ آپ کا خیال ہے بلکہ ایک مصلحت سے منع کیا گیا ہے وہ مصلحت صاف ہے کہ گوشت کھانے والی قوم اگر خون بھی پینے لگے گی تو غیر گوشت خور قوم پر اس قدر غالب آجائیگی کہ اس کو نیست و نابود کر دیگی اور چونکہ غیر گوشت خور قوم سے اس کی خدمت کرانا ہے اس لیئے بقا کی ضرورت تھی اس کے بعد سوامی جی یہ کہکر بغیر جواب ادا کیئے اُٹھ گئے کہ مجھے ریل پر جانا ہے۔

جواب نمبر ۵ | اس کا جواب دوران تقریر میں مفصل آچکا ہے یعنی ہر جاندار کے متعلق یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ اس کی غذا خون ہے۔

مباحثہ ختم ہوا۔ فقط

ضمیمہ

جس وقت میں دو معززمہمانوں سے مخاطب تھا میرے دوست ڈاکٹر پربھودیال صاحب نے آریہ مہمانوں کی کمزوری محسوس کر کے مجھے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر میں نے انکو یہ کہکر ٹال دیا کہ میں اس وقت اپنے مہمانوں سے باتیں کر رہا ہوں کل جس قدر وقت لینا چاہیں گے دینے کو حاضر ہوں دوسرے روز حسب وعدہ اُن کے سوالات کے جوابات لکھکر بھجوا دئے اور وہ بھی اخبار 'مسلمان' امرتسر میں مباحثہ کے ساتھ ہی شایع ہو گئے۔ ذیل میں وہ سوالات مع جوابات درج کئے جاتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۔ چوپائے گوشت خور زبان چاٹ کر پانی پیتے ہیں اور نبات خور چسکی سے، انسان بھی چسکی سے پانی پیتا ہے۔ اس لئے گوشت خور نہیں ہوا۔

جواب نمبر ۱ (الف) جب کہ دیگر گوشت خور بھی چسکی سے پانی پیتے ہیں جیسے چوہا، نیولا (منگوس) تو انسان بلاشک گوشت خور ہوا (آپ کے جال کو آپ ہی کے چوہوں نے کتر ڈالا)۔ (ب) نبات خور منہ لگا کر پانی پیتے ہیں اور انسان چلو سے پانی اوٹھا کر پیتا ہے۔ لہذا نبات خور نہوا۔ (ج) پینے سے کھانے کا ذکر مقدم تھا جس کو آپ نے بالکل ترک کر دیا۔

نوٹ۔ آریہ مذہب اس امر کا قائل ہے کہ جو انسان اس جنم میں سزا کے کام کرتا ہے اس جنم میں سزا پاتا ہے اور سزا از جانوروں کا جنم لیتا ہے۔ اس قاعدہ سے آریوں کو ہم سے گوشت خوری پر کوئی مخالفت نہ کرنا چاہئے۔

شئے جس قدر نبات خور ہیں وہ مُنہ سے ہی اپنی غذا کھاتے ہیں ہاتھ سے مدد نہیں لیتے مگر گوشت خور کھاتے وقت ضرور ہاتھ سے مدد لیتے ہیں اور غذا چبا چبا کر کھاتے ہیں انسان غذا کھاتے میں .... (الف) ہاتھ سے بھی مدد لیتا ہے اور (ب) چبا چبا کر بھی کھاتا ہے گویا انسان کھانے میں گوشت خور سے پورا مشابہ ہے۔

برعکس اس کے اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم کریں کہ انسان چسکی سے پانی پیتا ہے اس لئے وہ نبات خور ہے تو بھی مشابہت پوری نہیں کیونکہ انسان پانی ہاتھ میں لیکر پیتا ہے۔ خصوصاً جبکہ دیگر گوشت خور بھی چسکی سے پانی پینے والے موجود ہوں۔

پس اگر انسان کا گوشت خور ہونا کھانے پینے پر آپ کے نزدیک منحصر ہے تو انسان بلاشک گوشت خور ثابت ہوا۔

د۔ جب کہ آپ نے کھانے پینے کا ذکر دلیل میں پیش کیا ہے تو پاخانہ کا ذکر بھی ضروری ہے غور سے دیکھئے گوشت خور جھککر پاخانہ کرتے ہیں اور انسان بھی جھککر رفع حاجت کرتا ہے اور نبات خور کھڑے کھڑے گوبر کرتے ہیں لہذا انسان گوشت خور ہوا۔

س۔ ملاحظہ فرمائیے کہ گوشت خور کے پاخانہ میں بدبو ہوتی ہے اور انسان کے پاخانہ میں بھی بدبو ہوتی ہے نبات خور کے پاخانہ میں بدبو نہیں ہوتی لہذا انسان گوشت خور ہوا۔

نوٹ۔ اگرچہ یہ ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اگر

اس پر غور کیا جائے تو یہ ایک ایسی بات ہے کہ اس کے معلوم ہونے کے بعد کوئی انسان کو نباتات خور نہیں کہہ سکتا ڈاکٹر صاحب اس تشریحی مسئلہ کو خوب سمجھ لیں گے۔

ص گوشت خور مکان بنا کر رہتا ہے۔ نباتات خور بدون مکان بنانے کے رہتے ہیں یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہے لہذا انسان چونکہ گوشت خور کے مشابہ ہے گوشت خور ہوا۔

ط۔ سوامی نتیا نند نے مجھے کہا تھا کہ انسان چوری کرتا ہے در حقیقت چوری کرنا بھی گوشت خور کا خاصہ ہے۔ بلی۔ کتے۔ شیر آدمی سب اس فعل میں یکساں مبتلا ہیں لہذا اس اعتبار سے بھی انسان گوشت خور ہوا۔

آپ کو جو شبہ تھا جس کی وجہ سے بیچارے انسان کو جو شیر کی ہمسری کا دعویٰ رکھتا ہے بلکہ ہمیشہ اس سے بازی لیجاتا ہے ایک بکری کے قسم کا تصور کر لیا تھا دفع ہوگیا ہوگا کیونکہ میں نے آپ کے ایک دعوے کو سات طرح پر سمجھا دیا اور ہر ایک کا ایسا زندہ ثبوت دیا کہ جو روزانہ آپ کے آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔

سوال نمبر ۲ گوشت خور کے دانت نکیلے ہوتے ہیں اور جو گوشت نہیں کھاتے ہیں۔ ان کے چپٹے ہوتے ہیں مثلاً گائے بھینس وغیرہ۔

جواب نمبر ۲ (۱) آپ کا طرز سوال بتاتا ہے کہ انسان کے نکیلے دانت نہیں ہوتے! یہ کہ اس کے صرف چپٹے دانت ہوتے ہیں

تعجب ہے کہ ڈاکٹر ہو کر تشریح کے خلاف کہہ رہے ہیں۔ اس کا جواب جو کچھ میں دوں گا وہ تو بعد کو دونگا اول ڈاکٹری اور طبّی کتب سے مضمون پیش کرتا ہوں جس سے ناظرین خود ہی فیصلہ کریں گے کہ انسان کے دانت گوشت خوروں جیسے ہیں یا نہیں۔

از روئے طب قدیم

نام	شکل	تعداد	محل وقوع	غرض
ثنایا	چوڑے	۴ عدد ہر قطار میں ۲ ۲	ہر قطار کے درمیانی حصہ میں واقع ہیں	چیزوں کے کترنے اور کاٹنے کی غرض سے پیدا کئے گئے ہیں
رباعیات	چوڑے	۴ عدد ۲ نیچے اور ۲ اوپر کی قطار میں	ثنایا کے اطراف	"
انیاب	موٹے نوکدار	۴ عدد ۲ نیچے اور ۲ اوپر	رباعیات کے اطراف	سخت چیزوں کے توڑنے کیلئے۔
طواحن	چپٹے	۱۶ عدد ۸ نیچے اور ۸ اوپر کی قطار میں	انیاب کے اطراف	چیزوں کا پیسنا اُن کا کام ہے
نواجذ	"	۴ عدد ۲ نیچے اور ۲ اوپر	طواحن کے اطراف	"

ازروئے طب جدید یعنی ڈاکٹری

دانتوں کے نام یا قسم	معنی	تعداد	غرض
انسائزز ٹیتھ	سامنے کے دانت	۸ عدد	چیزوں کے کترنے اور
کینائن ٹیتھ	کچلیاں	۴ عدد	کاٹنے کی غرض کے لئے۔
بائیکسپڈ ٹیتھ	اگلی ڈاڑھیں	۸ عدد	سخت چیزوں کے توڑنے
مولر ٹیتھ	پچھلی ڈاڑھیں	۱۲ عدد	کے لئے۔

کیا ایسے دو معتبر گواہوں کے بعد کوئی کہہ سکتا ہے کہ انسان کے نوکدار دانت نہیں ہوتے یا صرف چھوٹے ہوتے ہیں اگر آپ محقق ہیں تو آئینہ لیکر خود اپنے دانت ملاحظہ کریجئے اگر چار دانت دو نیچے اور دو اوپر نوکدار ہوں تو تسلیم کیجئے ورنہ دوبارہ ہم سے دریافت فرما لیجئے۔

(ب) اور اگر اس سوال نمبر ۲ سے آپ کا یہ مطلب ہو کہ چونکہ انسان کے نوکدار دانت مثل گوشت خوروں کے نہیں ہیں اس لئے وہ گوشت کھانے کا مستحق نہیں ہو سکتا تو میں عرض کروں گا کہ جن اصول سے وہ چھالیہ اور بادام وغیرہ کے کھانے کا مستحق تسلیم کیا گیا ہے انہی اصول سے وہ گوشت کھانے مستحق سمجھا جائیگا کیونکہ وہ اپنے دانتوں سے ان چیزوں کو بھی نہیں توڑ سکتا ہے۔

(ج) کیا گوشت کو آپ نے ایسا سمجھا ہے کہ اس کے کھانے کے لئے نوکدار دانتوں کی ضرورت ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کے کھانے کے لئے تو کسی قسم کے دانتوں کی ضرورت نہیں باز۔ شکرہ چیل وغیرہ اس کے شاہد ہیں۔

د) میں آپ کی اس تحقیق کو کہ آپ نے یہ محسوس کیا کہ گوشت خور کے نوکدار دانت ہوتے ہیں۔ نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں مگر ساتھ ہی شکایت اس امر کی ہے کہ آپ نے یہ نہ سوچا کہ یہ نوکدار دانت اس کو قدرت نے کس غرض سے دیئے ہیں کیا آپ نے یہ سمجھا ہے کہ یہ نوکدار دانت اس کو گوشت کھانے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ نہیں بلکہ شکار کی گرفت اور ہڈی توڑنے کے لئے دئے گئے ہیں اور یہ ایک مشاہدہ کی بات ہے۔ اس سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔

(یہ ہے ہڈی توڑ جواب)

آپ ان فضولیات میں وقت ضائع نہ کیجئے اگر آپ کی مذہبی کتب میں گوشت کھانا موجود ہے تو کھائیے یا نہ کھائیے مگر کھانے والوں سے جھگڑا نہ فرمائیے آپ کی مذہبی کتب میں تو جائز لکھا ہے۔

(س) ملاحظہ کیجئے کہ آپ نے انسان کو نبات خور ثابت کرنے کے لئے جو دلیل پیش کی ہے وہ کیسی بے اصول اور عارضی ہے کہ اصل پیدائش سے اس کو کوئی تعلق ہی نہیں یعنی دانت انسان کو نہ پیدائش سے ہوتے ہیں اور نہ آخر وقت تک رہتے ہیں بلکہ درمیان میں بھی جب چاہیں ان کو علٰحدہ کر سکتے ہیں اور انکی جگہ دوسرے لگا سکتے ہیں جو ان ہڈیوں کو اپنے منہ میں نہ رکھنا چاہے وہ پتھر کے لگوا سکتا ہے (کیا آپ انہی دانتوں پر نازاں تھے) انسان کے وہ دو زمانے جن میں۔ ۔ یہ پوپلا بغیر دانت کے ہوتا ہے آپ اس کو نبات خور کہیں گے یا گوشت خور۔ آپ کے قاعدہ سے ان وقتوں میں نہ نبات خور کہلا سکتا ہے۔ اور نہ گوشت خور پھر کیا اس وقت

اس کو جماد خور کہنا چاہیئے کیونکہ دنیا میں یہی تین چیزیں ہیں حیوانات نباتات جمادات۔ یہ ہے آپ کے سوال کی تردید اور اس کا دندان شکن جواب۔

(ص) ظاہر ہے جس وقت انسان پیدا ہوتا ہے اس وقت اسکے دانت نہیں ہوتے اس وقت اسکی کیا غذا ہوتی ہے؟ کیا یہی گھاس پھونس (نباتات) وہ کھاتا ہے؟ اس کے کھانے کے لئے قدرت نے دودھ پیدا کیا ہے اور اس دودھ میں ایک اشارہ مضمر ہے۔ جس کو اہل ضمیر سمجھتے ہیں۔ سنو! قدرت نے جو اسکی غذا شروع میں دودھ مقرر کی ہے۔ یہ حیوانی غذا ہے نباتی یا جمادی غذا نہیں ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ اسکی غذا حیوانی مقرر کی گئی ہے قدرت کو جس زینہ پر چڑھانا منظور تھا اسکی پہلی سیڑھی پر چڑھا دیا۔ پس جو اس اشارہ قدرت کو نہ سمجھے وہ گھاس پھونس کچھ ہی کھاتا رہے قدرت کا اس میں کوئی قصور نہیں۔

اعتراض۔ (از خاکسار) تو کیا دیگر اشیا خوردنی بالکل حرام ہیں یا نہیں۔ ان کو بھی منقّح کیجئے۔ مگر تناول اسی کو فرمائے یعنی بطور اصل غذا گوشت ہو اور بطور تفریح طبع مزید دوسری اشیاء۔

وسعت۔ اگر غور کیا جائے تو کل حیوانات کی ابتدائی غذا حیوانی غذا پائی جاتی ہے۔ ابتدائی زمانے سے خواہ وہ زمانہ لیا جائے جب کہ وہ انڈے یا رحم میں جاندار کا خطاب پالیتا ہے یا اس زمین پر آنے کا ابتدائی زمانہ لیا جائے۔

اب میں یہاں پر چند ایسی مثالیں پیش کرتا ہوں جو حقیقتاً تو موافق ہیں مگر بادی النظر میں خلاف معلوم ہوتی ہیں یعنی چند ایسے جانور ہیں جو پیدا ہوتے ہی

والے دُنبے چگتے نظر آتے ہیں مگر غور کرنے سے یہ راز کھل جاتا ہے چنانچہ
کبوتر کا بچہ اس کے متعلق بھی یہی خیال کیا جاتا ہے مگر اسکی حقیقت یہ ہیکہ
تین روز تک کبوتر اپنے بچہ کو کچھ نہیں چگاتا صرف اپنی خالی چونچ اس کے
منہ میں ڈالکر نکال لیتا ہے جس کو ہوا کھلانا کہتے ہیں۔ یہ دو حال سے خالی
نہیں ہے یا واقعی کچھ نہیں کھلاتا یا تھوڑی بہت اپنے دہن کی رطوبت اُسے
چٹا دیتا ہے اس دوسری صورت میں تو کوئی اعتراض ہی نہیں پہلی صورت کے
متعلق طبی مسئلہ ہے کہ جب حیوان کو کوئی غذا نہیں ملتی تو اس کے جسم کی وہ رطوبت
جو بطور ذخیرہ کے موجود ہوتی ہے غذا کا کام دیتی ہے پس جس زمانہ میں کبوتر
اپنے بچہ کو فاقہ کراتا ہے وہ رطوبت اسکی غذا بنتی ہے اور اس فاقہ سے
کبوتر کی غرض بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ ذخیرہ شدہ رطوبت اس کے جسم میں
فنا ہو کر ہمیشہ کے لئے اڑنے میں کام دے (جو روزہ نہیں رکھتے ان کو
کبوتر جتنی بھی عقل نہیں ہے) معلوم ہوتا ہے کہ یہ رطوبت اس کے جسم میں
اس کثرت سے ہوتی ہے کہ تین یوم کے فاقہ کا بار اس پر زیادہ نہیں ہوتا
(ایک عجیب انکشاف۔ فالج کا سبب بھی یہی زائد رطوبت ہوتی ہے اور اس
مرض میں فاقہ سب سے بہتر علاج تسلیم کیا گیا ہے اور کبوتر کا گوشت اور اس کا
خون بھی مفید ہے شاید اس کا سبب یہی فاقہ ہو جس میں کہونگا۔ انسان کو
بھی چاہیئے کہ وہ اپنے بچہ کو بھی جہاں تک ممکن ہو ابتدا میں فاقہ کرایا
کرے) پس اگر ہم سے سوال کیا جائے کہ کبوتر کا بچہ تین یوم تک کیا
کھاتا ہے تو ہم جواب دیں گے کہ حیوانی غذا جو کہ اس کے جسم میں بطور

ذخیرہ موجود تھی ان تین دن کے بعد کبوتر کچھ چگنا شروع کرتا ہے جسمیں بڑا
حصہ حیوانی غذا کا ہوتا ہے یعنی جو دانہ وہ اپنے پیٹ سے اُگل کر چگاتا ہے
اسمیں اُس کی منہضم رطوبت بھی شریک ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ پہلی غذا
جب کہ وہ انڈے کے اندر تھا بالکل حیوانی تھی اور جب وہ زمین پر آیا جن میں
اس کو فاقہ کرنا پڑا وہ بھی حیوانی تھی اور تین روز کے بعد کی غذا جو دانہ کے
شکل میں دیگئی ہے وہ بھی مرکب بہ حیوانی غذا ہے۔

کوّا۔ یہ اپنے بچہ کو زیادہ عرصہ تک کوئی غذا نہیں دیتا اس خیال سے کہ
وہ اس کو اپنا بچہ نہیں خیال کرتا مگر کیا خالق حقیقی رازق برحق کسی سے
بے خبر ہے ہرگز نہیں۔ وہ ان کے لئے اُن کے ہضم کے موافق انہی کے
گھونسلہ میں ننھی ننھی مخلوق یعنی مچھر پیدا کر دیتا ہے اور جب وہ بھوک سے بیتاب
ہوکر چیختا ہے اور اوپر کو زور سے سانس لیتا ہے یہ مچھر اس کے حلق کے
راستہ سے اُس کے معدہ میں داخل ہوجاتے ہیں اور غذا کا کام دیتے ہیں۔
خدا یوں کرتا ہے ان بے پروں کی پرورش دیکھا آپ نے خدا کی رزاقی کو
اور پرندوں کی حیوانی غذا کو۔

مرغ کا بچہ۔ یہ جنگل میں تو مثل اپنے ہم جنسوں تیتر۔ بٹیر۔ لوا وغیرہ
کیطرح پیدا ہونے کے بعد کرم پر لبسر کرتا ہے البتہ ہمارے گھروں میں
کرم اُس کو میسر نہیں آتے ہیں اس لئے مجبوراً مرغی دانہ چگاتی ہے مگر
ابتدائی پیدایش کی غذا اسکی وہی حیوانی غذا ہے جو اس کو انڈے کے
اندر ملتی ہے نیز اس عالم مجبوری میں جن دانوں کو یہ چگتا ہے اول مرغی

اس دانہ کو لیکر اپنی دہن کی رطوبت سے اس کو تر کر دیتی ہے اس کے بعد وہ بچہ اس کو چاٹ لیتا ہے گویا اس وقت بھی وہ غذا حیوانی مرکب ہوتی ہے مگر ایسی باریکیاں دانا سمجھ سکتے ہیں اور جو لوگ ایسے امور کے سوچنے کے عادی نہیں ہیں وہ بغیر سمجھائے نہیں سمجھ سکتے۔

نتیجہ ۔ عام طور پر پرند کرم کھاتے ہیں یا شکار مار کر بسر کرتے ہیں بعض پرند جنگلی ظاہری حالت سے کشتبہ ہوسکتا تھا اُن کا تذکرہ کر دیا گیا لہذا یہ بات بخوبی روشن ہو گئی کہ ہر پرند کی ابتدائی غذا بھی حیوانی غذا ہے جو ایک اشارہ ہے اُن کے لیے حیوانی غذا مقرر ہونے کا قدرت سے۔

حشرات الارض ۔ زیادہ تر انکی پیدائش انڈے سے ہے جس کا بیان ہوچکا بعض بچہ دیکر دودھ پلاتے ہیں ان کا بیان بھی گزرا بعض ایسے ہیں جو بچہ دیتے ہیں مگر اس کو دودھ نہیں پلاتے جیسے بچھو اس کا بچہ پیدا ہوتے ہی اپنا مسکن اپنی ماں کی پشت پر بنالیتا ہے اور اسی کو چاٹ کر ایک ہفتہ گزارتا ہے اس کے بعد نیچے اترتا ہے۔ اس کی ماں اپنے لعاب دہان سے مٹی تر کر کے دیتی ہے یہ اسکو چاٹتا ہے۔ یہ غذا اس کو بنظر احتیاط کھلائی جاتی ہے ورنہ بچھو ننھی ننھی مخلوق پر گزر کرنے والا ہے۔

ذاتی تجربہ ۔ مادہ بچھو ایک ماہ سے زیادہ عرصہ تک حاملہ رہتی ہے بچے قریب تیس چالیس کے دیتی ہے۔ پیدا ہوتے ہی یہ اپنی ماں کے جسم پر سوار ہو جاتے ہیں اور رات دن پشت پر چمٹے ہوئے رہتے ہیں ماں اپنا ڈنک اُن کے اوپر بغرض حفاظت کیے ہوئے رہتی ہے اور اس طرح تیار

رہتی ہے کہ خطرہ محسوس ہوتے ہی چل دے اور اس کے بچے بھی ایسے ہوشیار رہتے ہیں کہ چلنے کے وقت ان کو کسی اشارہ کی ضرورت نہیں ہوتی غالباً خطرہ کے ڈر سے وہ ان کو کسی وقت پشت سے جدا نہیں کرتی بچھو کے بارے میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بچہ اس کے شکم کو چاک کر کے نکلتا ہے اور بچے پیدا ہونے کے بعد ماں مرجاتی ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ میں نے مادہ کو ایک ماہ تک زندہ دیکھا اس کے بعد وہ کسی بے احتیاطی کی وجہ سے اجل کا شکار ہو گئی۔

دریائی جانور ۔ سوائے ویل کے سب انڈے دیتے ہیں۔ ویل دودھ پلاتی ہے سو ان کا تذکرہ پوری طور پر گزر چکا اور ثابت ہو چکا کہ ان سب کی ابتدائی غذا حیوانی غذا ہے اور دریائی مچھلیوں کو سوائے دوسری مچھلیوں کے کوئی اور غذا مل بھی نہیں سکتی۔

رزلٹ ۔ لیجئے صاحب مشاہدہ نے تو یہ ثابت کر دیا کہ ابتدائی غذا انسان کی بلکہ جملہ حیوانات کی حیوانی ہے خواہ وہ درندہ ہوں یا پرندہ ہوں یا چرندہ ہوں یا خزندہ ہوں بری ہوں یا بحری ہوں جب کہ وہ اپنی اصلی فطرت پر ہوتا ہے اور کوئی چیز دنیا کی اس نے کھانی سیکھی ہو۔

مشاہدہ ۔ تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ

حیوان حیوان کی غذا ہے۔

نبات نبات کی غذا ہے۔

حیوان کی اصل غذا حیوان ہے۔ سکھلانے سے دوسری غذا کھانا سیکھ جاتا ہے۔

حیوانوں میں کوئی ایسا حیوان نظر نہیں آتا جو دوسرے حیوان کی غذا نہو۔ یہ امر دوسرا ہے کہ بعض حیوان اپنی ہوشیاری سے اپنی زندگی تک خود کو دوسروں کا لقمہ نہو نے دیں مگر دوسرا اس کو لقمہ کرنے کی فکر میں ضرور ہے اور بعد مرنے کے تو ضرور دوسروں کی غذا ہو جاتا ہے جس طرح انسان کو چیونٹی اور شیر کو گدھ کھا جاتے ہیں اور اسی طرح جملہ حیوانات کا حال ہے۔

سنئے اور غور سے سنئے کہ ایک چھوٹا سا جانور جس کا جسم کتے سے بڑا نہیں ہوتا۔ ہاتھی کو اپنا شکار بناتا ہے وہ ایک ہی جست میں ہاتھی کی پشت پر سوار ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دماغ نکال کر کھا جاتا ہے اور ہاتھی جیسا فیل تن مردہ ہوکر لومڑی گیدڑ اور چیونٹیوں کی غذا بن جاتی ہے ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ ہاتھی اور چیونٹی کی غذا ہو؟ اگر یہ فطرت کا مقتضیٰ نہیں تو اور کیا ہے یہ اہل عقل کو بہت بڑا اشارہ ہے۔

ہاں اور سنئے کہ حیوان زیادہ تر انسان کی غذا ہے مگر ان میں سے ہندو قوم نے زیادہ حصہ اپنے لئے جائز کر رکھا ہے مسلمان بیچارے چند نوع کے حیوان خرید کر کھا لیتے ہیں۔ اور ہمارے ہندو بھائی اس خریداری کے فائدہ میں سہیم بن جاتے ہیں مگر ہندو قوم جس قدر حیوان ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں چھوڑتے۔ سئور۔ سانڈہ۔ سانپ۔ شیر۔ شغال گینڈا۔ کتا۔ بلی غرض کہ جس قدر مغث کے اور مردار اور ناپاک، سڑے سڑائے جانور ہیں سب کو ہڑپ کر جاتے ہیں اور کبھی ضرورت ہو تو خریدنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

اگر ہندو دھرم کے کتب کے حوالے اس کے متعلق درکار ہوں تو آخری باب میں ملاحظہ فرمائیں۔ کہئیے جناب صحیح ہے یا نہیں اگر ان چیزوں کے کھانے والے ہندو قوم کے نہیں ہیں تو اس امر کا آپ اعلان کر دیں تاکہ ہم اُن کو ہندو نہ کہیں بلکہ ہم بھی آپ کی طرف سے اس بارہ میں کوشش کریں کہ یہ ناپاک اور ملیچھ قومیں خارج کر دیجائیں۔ امید ہے کہ آپ کامیاب ہوں گے ضرور کوشش فرمائیے۔

اچھا یاد آیا ایک ایسا بھی جانور ہے جس کو آپ کی قوم نہیں کھاتی جسکی وجہ یہ ہے کہ اس کو خالق نے اپنے خاص بندوں کے لئے نذر و ڈ مخصوص کر دیا ہے

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے ❊ جو شخص جس چیز کے قابل نظر آیا۔
مردار کسی کو تو خنزیر کسی کو ❊ لحم ہم کو دیا جو اطیب نظر آتا۔

تقدیری امر کا کسی کو چارہ نہیں تاہم ہم دعا کریں گے۔

سوال نمبر ۳ ۔ گوشت خور دن میں کم دیکھتے ہیں اور رات میں زیادہ نبات کھانے والے دن میں زیادہ دیکھتے ہیں اور رات میں کم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان گوشت خور نہیں ہے۔

جواب نمبر ۳ ۔ ہرگز ایسا نہیں ہے چیل۔ کوے۔ باز۔ شکرہ وغیرہ سب گوشت خور ہیں۔ مگر مطلق رات میں نہیں دیکھ سکتے برعکس اس کے دنمیں میلوں کے فصل سے اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔

گوشت خور چوپائے بھی شب میں ہم سے زیادہ ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ اس فعل میں بلحاظ فطرت وہ ہم سے کسی طرح تفوق نہیں رکھتے۔ کسی کا رات کو

کم دیکھنا اور کسی کا دن میں کم دیکھنا یہ صرف مشق سے تعلق رکھتا ہے انسان نے بوجہ آرام کے رات کو کام کرنا چھوڑ رکھا ہے اور چوپائے بوجہ درندوں کے خوف کے رات کو نہیں چلتے پھرتے اور اسی طرح درندے انسان کے خوف سے دن کو نہیں نکلتے تیتر اس وجہ سے دنکو نہیں برآمد ہوتے کہ دوسرے جانوروں پر ان کو چھاپا مارنے کا موقع کم ہے۔ غرض کہ جو رات میں اشتغال میں مشغول رہتا ہے وہ رات میں بخوبی دیکھ سکتا۔ اور جو دن میں کاروبار کرنے کا عادی ہے۔ وہ دن میں، فطرت کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے چنانچہ بلی دن میں بخوبی دیکھ سکتی ہے اور چور رات کو اندھیرے میں سب کچھ کرتا ہے۔ انسانوں میں بہت سے ایسے انسان ہیں جن کو عینک کی عادت ہوگئی ہے۔ وہ بغیر عینک کے کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ غرض کہ عادت اور چیز ہے اور فطرت اور۔ عادت کو فطرت سمجھنا سخت غلطی ہے۔ یہ کہنا کہ گوشت خور شب میں زیادہ دیکھ سکتا ہے اس وقت تک قابل تسلیم نہیں جب تک کوئی گوشت خور انسانی جنم لیکر گواہی ندے۔ بشرطیکہ اس کو یاد بھی ہو کہ وہ اگلے جنم میں فلاں نوع کا گوشت خور تھا۔ آپ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی آیئے ہم آپ کو ایک بات بتلاتے ہیں جو ایک روشن دلیل معلوم ہوتی ہے یعنی گوشت خور کی آنکھ کا رات میں چمکتا نظر آنا اور شب ہی میں شکار کا کرنا۔ چونکہ وہ دوسرے کے مال پر چھاپا مارتا ہے اس لئے رات کو شکار کرتا ہے انسان کی بھی یہی حالت ہے وہ بھی شب میں چوری کرتا ہے آنکھوں کا چمکنا اس کے گوشت خور ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ صاف

اُس کے ہڈی کھانے کی دلیل ہے کیونکہ اُس کی آنکھوں کی یہ چمک ہڈی کھانیکی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ہڈی میں مادہ فاسفورس ہوتا ہے۔ جس کا یہ خاصّہ ہے کہ وہ روشن ہوتا ہے اور ہوا سے مشتعل ہو جاتا ہے اور ہڈی میں سے نکلتا ہے۔ اب میں اندھیرے میں دیکھنے کے طریقے بیان کرتا ہوں تاکہ اس فعل کے ساتھ فطرت کا شُبہ نکل جائے۔ چند روز روشنی کو دیکھنا چھوڑ دیں نہ سورج کا روشنی دیکھیں اور نہ چراغ کی پس بعد چند روز کے اندھیرے میں دیکھنے کی مشق ہو جاویگی۔ اسی طرح بلا مشق اگر لیٹ کر دیکھا جائے۔ خصوصًا اندھیریا رات کے وقت تو برابر دو تک کا نظر آئیگا مثل اُن گوشت خور کے جو شکار کرتے ہیں۔ جہر ایک بیماری ہے جس میں بہ نسبت روشنی کے اندھیرے میں زیادہ دکھلائی دیتا ہے اور اس کے اسباب زیادہ تر یہی ہیں کہ چند روز اندھیرے میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو اور روشنی نہ دیکھا ہو۔ شکار کرنے والے جانور اکثر اسی طرح اندھیرے میں رہتے ہیں تو اگر ان کو یہ بات حاصل ہو کہ وہ شب میں بہ نسبت دن کے زیادہ دیکھ سکتے ہیں تو ممکن ہے .... یہ فطرت نہیں بیماری ہے۔ غرض کہ انسان اس بارہ میں بلحاظ فطرت ان سے جدا نہیں ہے۔ آنکھوں کا غصّہ کی حالت میں چمکنا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ شب میں انہیں زیادہ دکھلائی دیتا ہے میں اس کے جواب میں آپ کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا جب کہ یہ بات ظاہر ہے کہ تمام سبزی خور ایک دوسرے سے مشابہت نہیں رکھتے کوئی سینگھ رکھتا ہے کوئی نہیں کوئی جگال کرتا ہے کوئی نہیں کرتا باوجود

ان میں اس قدر اختلاف ہونے کے سب کو سبزی خور کہا جاتا ہے پس اگر غصہ کی حالت میں یا خاص حالت میں اگر انسان اپنی آنکھ نہ چمکا سکتا ہو اور جملہ گوشت خوروں کے متعلق بھی یہ علم نہ ہو کہ وہ اپنی آنکھ چمکا سکتے ہیں تو ایسی بے دُم کو گوشت خور نہ کہنا سخت تعجب کی بات ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر اس کی آنکھ نہ بھی چمکے تو بھی اس کا نام گوشت خوروں کی فہرست سے ہرگز خارج نہیں کیا جا سکتا۔ شکار مارنے کی بنا پر گوشت خور کو زیادہ دیکھنے والا کیوں کہتے ہو شب میں جس قدر کام وہ کر سکتے ہیں ہم بھی سب کام کر سکتے ہیں۔ شب میں وہ چلتے پھرتے ہیں انسان بھی چل پھر سکتا ہے وہ شب میں اپنے سے چھوٹے جانور کو کھا جاتے ہیں۔ انسان بھی اپنے سے برابر والے کا کام تمام کر دیتا ہے۔

شیر جو سب سے بڑا گوشت خور ہے اس کے شکار پر غور کیجئے۔ آفتاب غروب ہونے کے قریب جو رات نہیں کہلاتی ... باہر نکل کر کسی اونچے پہاڑ پر بیٹھ جاتا ہے اور وہاں سے چاروں طرف نگاہ کرتا ہے چونکہ یہ وقت چوپایوں کے مکان جانے کا ہوتا ہے۔ پس ان میں سے جن کا وہ شکار کرنا چاہتا ہے اسی وقت سے وہ اس کی تاک میں ہو لیتا ہے اور جب موقع پاتا ہے پکڑ کر چٹ کر جاتا ہے اس صورت میں کوئی بات ان کی تیزی بصارت کی نہیں پائی گئی اور نہ شب میں کسی قسم کا دیکھنا ظاہر ہوا۔ البتہ جس قدر قوتِ شامہ سے یہ گوشت خور کام لیتے ہیں انسان اس قدر اپنی قوت شامہ سے کام نہیں لے سکتا مگر دوسرے نوع کے حیوان اپنی

اس قوت سے بہت کچھ کام لے سکتے ہیں۔ چیونٹی اس قوت کے ذریعہ صندوق کے اندر کی چیزیں معلوم کر لیتی ہے۔ سبزی خوروں میں سے اونٹ سب سے زیادہ یہ قوت رکھتا ہے میلوں سے سونگھ کر پانی کا پتہ لگا لیتا ہے۔ گھوڑا جب کسی پانی کے اندر گھستا ہے تو سونگھ کر اسکی گہرائی معلوم کرتا ہے۔

ہمارا ایک تجربہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گوشت خوروں سے انسان کی قوت شامہ کچھ بڑھی ہوئی ہے۔ اگر اندھیرے میں آپ کسی کتے یا بلی کو ایک لقمہ ڈالیں تو وہ اس کو ناک سے سونگھ کر تلاش کریگا مگر آپ نظر سے اس کو دیکھ لیں گے۔ بشرطیکہ زیادہ اندھیرا نہو یہ صاف دلیل اس امر کی ہے کہ انسان ان جانوروں سے کچھ زیادہ دیکھتا ہے اور چونکہ یہ گوشت خور جانور رات میں قوت شامہ ہی سے کام لیتے ہوں۔ پس آپ کا یہ خیال بالکل غلط نکلا کہ انسان سے یہ گوشت خور شب کے وقت زیادہ دیکھ سکتے ہیں اور آپکا یہ دعوی بھی بالکل غلط ہے کہ گوشت خوروں کے وقت ہم سے کم دیکھتے ہیں غالباً آپ نے شکاری کتے اور شکاری چیتے دیکھے ہوں گے یہ میلوں کے فاصلہ سے ہرن وغیرہ کو دیکھ لیتے ہیں جن کو ہم دوربین سے دیکھکر انہیں پکڑنے کا اشارہ کرتے ہیں لہذا یہ دعوی بھی آپ کا باطل ہوا۔

سوال نمبر ۴ گوشت خوروں سے نبات کھانے والے بہت ڈرتے ہیں اور ان کے پاس نہیں جاتے مگر انسان کے پاس سب آتے ہیں لیکن انسان دھوکے سے مار ڈالتا ہے۔

جواب نمبر ۴ ۔ چلیے اس بات پر ہمارا آپ کا فیصلہ آپ اپنے ثبوت کو

ثابت کیجیے اگر آپ کا پیش کردہ ثبوت صحیح ہوا تو آپ کا دعویٰ ہمارا ثبوت ہو جائیگا۔ آپ کسی ایک سبزی خور کو جو اپنے اصلی وطن جنگل میں ہو آپ کا خانہ زاد اور آپ کا پروردہ یا قیدی نہ ہو اُس کو اپنے پاس بلا لیجیے یا کم از کم آپ اُس کے پاس تو چلے جائیے اگر آپ اُس کے پاس تک چلے گئے اور وہ نہ بھاگا تو آپ کا دعویٰ صحیح اور اگر وہ بھاگ گیا تو سمجھا جائیگا کہ وہ ڈرتا ہے اور اس بنا پر آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ آپ گوشت خور ہیں کیونکہ آپ نے یہی دعویٰ کیا ہے۔ کہ نبات خور گوشت خور کے پاس نہیں جاتے ڈرتے ہیں۔ میں تو اس امر کا بھی یقین نہیں کر سکتا کہ آپ کے گھر کا پلا ہوا کوئی جانور جس کو جنگل میں کچھ زمانہ سے چھوڑ دیا ہو آپ کے بلانے سے آپ کے پاس چلا آئے یا آپ اُس کے پاس چلے جائیں اور وہ نہ بھاگے ان پلے ہوئے جانوروں کی مثال قیدی کی سی ہے جو روز اپنا کام کر کے واپس آجاتا ہے اس خوف سے کہ اگر بھاگ بھی گیا تو دوبارہ قید کے علاوہ سخت سزا بھی دیجاویگی۔

اگر سبزی خوردن کا انسان کے پاس چلا آنا اس امر کی دلیل سمجھی جاتی ہے کہ انسان سبزی خور ہے تو انسان کے پاس گوشت خوردن کا چلا آنا اس امر کی دلیل ہونا چاہئے کہ انسان گوشت خور ہے اور یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ رات دن گوشت خور (کتا بلی وغیرہ) انسان کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں بغیر پالے ہوئے گھروں کے نزدیک رہتے ہیں۔ رات کو جنگلی گوشت خور بستیوں کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں برعکس اسکے ایک بھی سبزی خور انسان کے پاس بغیر پالا ہوا نہیں آتا اور نہ وہ بغیر پالا ہوا ہمارے شہر میں رہتا ہے۔

(ہرن جنگلی گائے۔ بارہ سنگہ وغیرہ) اور نہ اردگرد چکر لگاتا ہے اور نہ بستیوں میں آکر گھر بناتا ہے۔ جناب جو اصول آپ نے انسان کے نبات خور ہونے کے لئے بیان کیا تھا۔ اس سے انسان نبات خور ثابت نہوا بلکہ گوشت خور ثابت ہوگیا یہی ہے۔ سچائی کی دلیل۔

سوال نمبر ۵۔ گوشت کھانے والے گویا گوشت کا پیوند اپنے اوپر چڑھاتے ہیں تو ان میں حیوانیت کا اثر آجاتا ہے اس لئے گوشت نہ کھانا چاہیئے۔

جواب نمبر ۵۔ یہ آپ نے خوب ہی کہا۔ آپ کے سوال کا پہلا جزو یعنی یہ کہ انسان گوشت کا پیوند اپنے اوپر چڑھاتا ہے بالکل صحیح ہے۔ انصاف کیجئے کہ مثل کا مثل کے ساتھ پیوند لگانا انسب ہے یا غیر مثل کا پیوند موزوں ہے مگر یہ بات گوشت کھانے سے حاصل ہوتی ہے لہذا گوشت ہی کھانا چاہیئے دوسرا جزو اس سوال کا عجیب ہے معلوم نہیں کہ حیوان کے آپ نے کیا معنی سمجھے ہیں۔ حیوان سب ہی ہیں حیوانیت کوئی عیب کی بات نہیں حیوان کے معنی ہیں زندہ شئے کے پس ہر انسان حیوان ہوسکتا ہے۔ پھر یہ کیا کہا کہ "حیوانت کا اثر آجاتا ہے" وہ کونسا اثر ہے جو گوشت خوروں میں آجاتا ہے۔ کیا گوشت کھانے والوں میں گائے بکری کے طرح گھانس پات چرنے کی عادت ہوجاتی ہے۔ وہ کونسی حیوانیت ہے جو ان کے گوشت کے ساتھ گوشت کھانے والوں میں اثر کرجاتی ہے کیا گوشت کھانے والوں کے سینگھ نکل آتے ہیں یا دم پیدا

ہو جاتی ہے یا پرندکا گوشت کھاکر اڑنے لگتے ہیں اگر آپ کے نزدیک
یہ بات ثابت ہے کہ گوشت میں عادت کا اثر شامل ہوتا ہے تو سبزی
کھانے والے انسان بھی گوشت خور ہوں گے۔ اور یہ سبزی خوری کا اثر
اُن سبزی خور حیوانوں کے گوشت کھانے سے آیا ہوگا۔ پس آپ ہم کو
سبزی خور ہونے کے لئے خوب گوشت کھلائیے تاکہ ہم میں جلد یہ اثر آجائے
اور ہم بھی آپ کے سے سبزی خور ہو جائیں اگر آپ کا دعویٰ اور دلیل
صحیح ہے تو آئندہ سے آپ بجائے گوشت خوری کی مخالفت کے گوشت
کھانے کی ترغیب دیں گے مگر ایسا نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو شیر جو سبزی
خوروں پر بسر کرتا ہے آج چراگاہ میں گھاس چرتا نظر آتا آپ کے طرز
سوال سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حیوانیت کوئی خراب شئے ہے مگر ہم پر
اس کا کوئی برا اثر نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم حیوان خور نہیں ہم گوشت خور
ہیں جو بے جان چیز ہے ہم زندہ حیوان کا گوشت کاٹ کر اگر کھاتے تو
حیوانیت کا شبہ آپ کر سکتے تھے۔ ہاں جو لوگ دودھ گھی کھاتے ہیں
جو کہ انکی زندگی میں ان سے نکالا جاتا ہے۔ ان پر حیوانیت کا شبہ ہو سکتا
ہے۔ میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔ جس بنا پر آپ گوشت کو
ناجائز بتلانے کی کوشش کرتے تھے اسی دلیل سے اس کا کھانا جائز بلکہ
ضروری بھی ثابت ہوا۔

سوال نمبر ۹۔ گوشت کھانے والے ہمبستری کے وقت جڑ جاتے
ہیں اور نباتات کھانے والے الگ رہتے ہیں اور انسان بھی الگ رہتا ہے۔

اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ انسان گوشت خور نہیں ہے (جواب میں گاندھی پیش ہو)

جواب نمبر ۱ ـ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ پرانا سوال کہیں اور جگہ بھی پیش ہوا ہے اور اس کے جواب میں گاندھی کا نام لیا گیا ہوگا۔ اس لئے آپ نے پیش بندی کر دی یہ خود ہی شکست ہے اور اس گاندھی کے نام نہ پیش کرنے سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ آپ اس امر کے قائل ہیں کہ گاندھی جی پورا ایسا ہے کہ جو سبزی خور ہے اور جھینگے کے وقت جبر جاتا ہے گویا خود ہی آپ نے اس سوال کا جواب دیدیا ہے۔ آپ مطمئن رہیئے کہ ہم گاندھی پیش نہ کریں گے مائنس کے جواب میں غیر مائنس کو نہ پیش کریں گے جیسا کہ آپ نے اس سوال میں انسان کو محض ایک فعل کے اندر کتے اور بلی کے مشابہ ہونے کے باعث گوشت خوروں سے جدا رکھنے کی کوشش کی ہے برعکس جگالی کرنے اور جگالی نہ کرنے والے سبزی خوروں کی نسبت جدائی کا کوئی خیال نہیں کیا اور نہ ان کے سر کے سینگوں کی طرف نگاہ ڈالی جس سے مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا۔
اب ہم مائنس کی جگہ حل مائنس کو پیش کرتے ہیں جو مچھلی اور مینڈک پر بسر کرتا ہے اور بالکل گوشت خور ہے مگر اس خاص کام میں انسان کے مشابہ ہے پس انسان کا اس وقت پر نہ چڑھنا کیوں سبزی خوروں سے مشابہ سمجھا جاتا ہے اس گوشت خور کے مشابہ کیوں نہیں سمجھا جاتا۔

اس کے علاوہ میں اس جواب میں بھی وہی کہوں گا کہ گوشت خور کا یہ فعل اگر انسان کے اس فعل سے مشابہت نہیں رکھتا تو بھی انسان کے گوشت خور نہ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ انسان صرف گوشت کھاتا ہے

اور یہ جانور گوشت کے علاوہ ہڈی بھی کھاتے ہیں تو کچھ فرق بھی ہونا چاہیئے اور جب یہ نباتات خوردن میں سینگ والے اور غیر سینگ والے جگالی کرنے اور جگالی نہ کرنے والے موجود ہیں تو اگر گوشت خوردن میں بھی بعض سے بعض کو کچھ فرق ہو جائے تو کون سی قابل اعتراض بات ہے پس یہ بات ثابت ہوئی کہ انسان ہر پہلو پر نظر ڈالنے کے بعد بھی گوشت خور ہی ثابت ہوا۔

سوال نمبر ۷۔ آنتیں گوشت خور کی چھوٹی ہوتی ہیں اور نباتات خور کی لمبی ہوتی ہیں ۳۲ فٹ کی مثلاً گائے بھینس وغیرہ؟

جواب نمبر ۷۔ یہ سوال تو آپ نے بالکل الٹا کر دیا کیونکہ آپ ہی کے قول کے مطابق انسان گوشت خور ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کی آنتیں چھوٹی ہوتی ہیں مثل گوشت خوردن کے۔

سوال نمبر ۸۔ بندر اور لنگور مثل انسان کے صورت رکھتے ہیں اور گوشت نہیں کھاتے اس سے معلوم ہوا کہ انسان گوشت خور نہیں ہے۔

جواب نمبر ۸۔ جل مانس بالکل انسان کے مشابہ ہے اور گوشت کھاتا ہے بندر و لنگور چار پیر سے چلتے ہیں اس لئے انسان کے مشابہ نہیں مگر جل مانس دو پیر سے چلتا ہے اس لئے زیادہ مشابہت رکھتا ہے اور بندر ایک قسم کی جگالی بھی کرتا ہے یعنی اول اپنی کل غذا حلق کے پاس تھیلی میں جمع کر لیتا ہے [illegible] کے بعد فرصت میں چباتا ہے اس لئے انسان کے [illegible] ثابت ہوتی [illegible] کے افعال ملتے نہیں صرف صورت سے کیا ہوتا ہے بلکہ اگر دیکھا جائے تو شیر کی صورت بھی انسان کی صورت سے بہت مشابہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ

ڈاڑھی تک شیر ببر کی ہوتی ہے۔
اگر کھانے پر دارومدار ہے تو بندر کچی غذا کھاتا ہے۔ انسان نہیں کھا سکتا
اس کے علاوہ بہت سی جنگل کی ایسی چیزیں ہیں جن کو یہ بندر کھاتے ہیں انسان نہیں کھا سکتا اور اسی طرح بہت سی چیزیں یہ نہیں کھاتے مگر انسان کھاتا ہے مثلاً بندر سنکھیا کھا لیتا ہے اور نہیں مرتا انسان اگر کھائے تو ہلاک ہو جاتا ہے بندر سم الفار کی آمیز شدہ روٹی کو نیم کے پتوں میں تھوڑی دیر دبا کر اس کو کھا لیتا ہے لہذا بندر سے انسان کی محض صورت کی بنا پر مشابہت نہیں دینا چاہئیے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ قصداً نہیں کھاتا یا فطرتاً کیونکہ ہندو اس کو قصداً نہیں کھاتے فطرتاً تو کھا سکتے ہیں اور قدیم زمانہ میں کھاتے تھے۔

سوال نمبر ۹۔ گوشت کھانے سے غصہ زیادہ پیدا ہوتا ہے اور غصہ ہر مذہب میں حرام ہے اس لئے گوشت نہ کھانا چاہئیے۔

جواب نمبر ۹۔ واضح ہو کہ جو قوتیں انسان کو عطا ہوئی ہیں منجملہ ان کے ایک قوت نشو قیہ ہے جس کا تعلق دماغ سے ہے اس کی دو قسمیں ہیں (۱) شہوانیہ (۲) غضبیہ قوت شہوانی کا کام طلب منافع ہے اور قوت غضبی کا دفع ضرر ہے اس لحاظ سے غصہ جسم انسانی کے لئے بہترین اور ضروری چیز ہوئی غور سے سنئے غصہ کو کسی مذہب نے حرام نہیں کیا بلکہ البتہ اس کا بیجا استعمال اور بے محل تصرف حرام ہو سکتا ہے۔ دوسری مثال اور سنئے محض بولنا حرام نہیں جھوٹ بولنا حرام ہے۔ دیکھنا حرام نہیں مگر جو چیز منع ہے اس کا دیکھنا حرام ہے۔ جھوٹ بولنا حرام ہونے کی وجہ سے بولنا

حرام نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ اسی طرح غصہ حرام نہیں بلکہ بے ضرورت غصہ حرام ہے اس کی مثال ایک تلوار جیسی سمجھئے جو اپنی حفاظت کے لئے رکھی جاتی ہے اور دشمن اور ظالم کا دفع اس کا خاص مقصد ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی خود کو اس سے ہلاک کرے یا کسی کا ناحق خون کر دے تو یہ افعال حرام ہوں نہ کہ تلوار کا رکھنا نہیں ہے کہ آپ اس بیان سے غصہ کی حقیقت سمجھ گئے ہوں گے اور اب مجھے اس امر پہ گفتگو کرنا ضروری نہ رہا کہ گوشت سے زیادہ غصہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں کیونکہ اگر اس میں بقول آپ کے غصہ زیادہ پیدا ہوتا بھی ہو تو بھی گوشت کھانے کی حرمت غصہ زیادہ پیدا ہونے کی بنا پر ثابت نہ ہوئی اگرچہ یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ گوشت بالخاصہ غصہ زیادہ پیدا کرتا ہے۔

سوال نمبر ۱۔ گوشت خور چوپائے دو چار ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نباتات کھانے والے جیسا گھوڑا گائے ہرن بندر وغیرہ ایک جگہ ہزاروں رہ سکتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان گوشت خور نہیں ہے۔

جواب نمبر ۱۔ اس سوال کو دیکھ کر ہم کو سخت حیرت ہوتی ہے جب کہ اردو لغت میں ایک لفظ "جھنڈ" موجود ہے جو گرگ (بھیڑیا۔ لانڈگا) گیدڑ وغیرہ کی جماعت کے واسطے بولا جاتا ہے اس کے علاوہ جو انسان جنگل میں پھرنے والے ہیں ان سے دریافت کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ گیدڑ اور بھیڑیا کے جھنڈ کے جھنڈ جنگل میں پھرتے ہیں یا نہیں خاص اس شہر میں شب کے وقت جو گیدڑوں کی آواز سنائی دیتی ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کتنے ایک متفق ہو کر جمع رہتے ہیں۔ ان سب کو جانے

دیکھئے آخر تو آپ اس امر کے قائل ہوگئے کہ ایک صحرا میں ہزاروں جانور رہتے ہیں اسی طرح انسان بھی ایک شہر میں ہزاروں کی تعداد میں رہتا ہے۔ جس طرح وہ علحدہ علحدہ بھٹار بنا کر رہتے ہیں انسان بھی علحدہ علحدہ مکان بنا کر رہتا ہے البتہ انسان کچھ نزدیک نزدیک جگہ کی قلت کی وجہ سے اور بعض بعض خاص ضروریات کی وجہ سے جیسے تعلیم۔ خرید و فروخت۔ عبادت گاہیں ہسپتال وغیرہ۔ چونکہ ان کی ضرورت جانوروں کو نہیں ہے اور جگہ بھی کافی ہے۔ حفظان صحت کا خیال بھی ان کو زیادہ ہوتا ہے اس لئے ان کی بھٹاریں بہ نسبت ہمارے مکانات کے کچھ دور دور ہوتی ہیں اور سنئے جس طرح یہ گوشت خور مکان بنا کر رہتے ہیں انسان بھی مکان بنا کر رہتا ہے مثل چوپایوں سبزی خور کے آسمان کے سایہ تلے بسر نہیں کرتا ہے بلکہ گوشت خوروں کی طرح بھٹار بنا کر رہتا ہے یہ بہت بڑی دلیل انسان کے گوشت خور ہونے کی ہے افسوس ہے کہ آپ کا یہ سوال آپ ہی کے لئے الٹا سوال ہوا اور ایک بھی صحیح نہ ثابت ہوا اب اگر آئندہ کوئی سوال کرتا ہو تو سوچ سمجھ کر کیجیئے اس رسوائی سے کیا فائدہ آپ کے سوالات کے جوابات ختم ہوئے۔ اب آپ بہت جلد ان جوابات کے متعلق اپنی رائے تحریر فرمائیے اگر اطمینان نہ ہوا ہو تو مزید اطمینان کے لئے میں تیار ہوں۔

اب آپ سے ہمارے تین سوالات

(۱) گوشت خوروں کے بچے پیدا ہونے کے بعد رفتہ رفتہ چلنے پھرنے کے

قابل ہوتے ہیں جیسے شیر، بلی، چیتا وغیرہ۔ سبزی خوروں کے بچے پیدا ہوتے ہی چلنے پھرنے لگتے ہیں۔ جیسے گائے، بکری، ہرن وغیرہ۔
چونکہ انسان کا بچہ پیدا ہونے کے بعد رفتہ رفتہ چلنے پھرنے کے قابل ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فطرتاً گوشت خور ہے اگر وہ گوشت خور نہیں ہے تو کیوں نہیں مثل سبزی خور کے پیدا ہوتے ہی چلنے پھرنے لگتا ہے۔

(۲) جس قدر گوشت خور ہیں ان کے بچے پیدا ہونے کے بعد اوّل پاخانہ پھرتے ہیں مگر نبات خور کے بچے پیدا ہونے کے بعد اوّل پیشاب کرتے ہیں۔ انسان کا بچہ چونکہ پیدا ہونے کے بعد اوّل پاخانہ پھرتا ہے لہذا یہ گوشت خور ہے۔

(۳) گوشت خور بھٹار بنا کر رہتے ہیں اور سبزی خور کھلے میدانوں یا درخت کے نیچے بسر کرتے ہیں انسان بھٹار بنا کر (مکان) رہتا ہے لہذا گوشت خور ہے فقط

ہندو دھرم شاستر میں گوشت خوری کی عموماً اور گائے کشی کی خصوصاً اجازت

بظاہر اور عام طور پر یہ مشہور ہے کہ ہندو گوشت خور نہیں ہیں مسلمان عیسائی وغیرہ اقوام ہی کو گوشت خور بتلایا جاتا ہے لیکن اصل یہ ہے ہندو بھی اس میں شریک ہیں اور یہی نہیں کہ وہ عام حیوانوں اور جانوروں کا گوشت کھا سکتے ہیں۔ بلکہ اون کی کتابوں اور دھرم شاستر میں گائے خوری کی اجازت بھی صاف صاف الفاظ میں ملتی ہے۔ ذیل میں ہم ایک مبسوط مضمون جنوری کے اندر سے ایک ہندو کے قلم کا لکھا ہوا نقل کرتے ہیں) جو کسی مزید تفصیل و تشریح کا محتاج نہیں۔ کیونکہ اس میں "ایک حیرت انگیز دریافت" کا جلی ہیڈنگ دیکر پہلے عام گوشت خوری کی اجازت کے حوالے مع عبارات کتب لکھے گئے ہیں اور پھر گائے خوری کے جواز کا عنوان دیکر اوس کے متعلق قریباً ۸ حوالے ہندؤں کے دھرم شاستر کی کتابوں سے نہایت وضاحت سے دئے گئے ہیں (نائب اڈیٹر) (۱)

گوشت خوری کی اجازت

ویاس سنہتا۔ یگیہ یا شرادھ میں نیکت ہوا برہمن یدی مانس نہ کھاوے۔ تو پتت ہوتا ہے۔ شکار کیے ہوئے مانس سے پتری گن اتھوا دیوگن کی پوجا کر کے کھشتری مانس کھا سکتا ہے (ادھیائے ۳ چھاپہ خانہ لکھنؤ ص ۱)۔

(۲) وسشٹ سنہتا۔ ادھیائے چودہ صفحہ ۲۱۔ شواوت۔ شلک۔ ششش کچھوا اور گودھا یہی کتنے پانچ ناخن والے جیو حلال ہیں۔ اونٹ چھوڑ کر انیہ تولا (دو) ونت پشو (دانتوں والے جانور) بھکشیہ (کھانے جائز)

ہیں۔ مچھلیوں میں ویہبہ۔ گویہ ششومار۔ نرک۔ کلیر۔ وکرت روپ سانپ
شیرش مچھلیاں حرام ہیں۔ گو۔ گویہ اور شریہ حلال تھیں [illegible]
اور بیل وانچنے کر کے مت سے پوتر ہیں۔

(۳) ایضاً ادھیائے چار۔ چھاپہ خانہ کلکتہ۔۔ مدہو پرک دیو پوجا اور
اتتھی شکار کے لئے پشو مارے۔ منو نے کہا ہے مدہو پرک۔ یگیہ۔ پتری کاریہ
اور دیو کاریہ ان میں ہی پشو ہنسا کریں اور دوسرے کاریوں میں نہ کریں
برہمن اور کھشتری ابھیاگتوں کے لئے مہا برشبھ یا مہا چھاگ پکاوے۔
اسی پرکاران کے لئے نیم ہے۔

(۴) منو سمرتی۔ ادھیائے پانچ۔ شلوک نمبری۔ ۷۔ ۱۱۔ ۲۰۔ ۲۲
۲۳۔ اور ۲۴ اور ۲۷ سے ۴۴ تک میں حرام و حلال پشوؤں کی مفصل
تشریح درج ہے۔

(۵) وشنو سنہتا۔ ادھیائے ۵۱ ۔۔ برہمن منتر کے ذریعہ شدھ نہ کیا ہوا
مانس کبھی نہ کھاوے۔ لیکن سناتن نیم انوسار منتر سے شدھ ہوا۔ پشو
بھوجن کر سکتا ہے۔ خود برہما نے یگیہ کے لئے پشو بنایا ہے وغیرہ۔

(۲) یگیہ شرادھ اور پرائشچت کے لئے پشو ہنسا۔

(۱) منو سمرتی ادھیائے ۳۔
شلوک ۲۶۸ سے ۲۷۲ تک۔

(۲) وشنو سنہتا۔ ادھیائے ۸۰ میں مختلف قسم کے مانس سے مختلف
وقت تک پتروں کا تریپت رہنا لکھا ہے۔ میکس مولر صاحب نے مشرقی
کتب مقدسہ جلد ہفتم باب اکاون صفحہ ۱۶۹ پر بھی ایسا ہی ترجمہ کیا ہے۔

(ب) مارکنڈے پوران ادھیائے ۳۲ میں بھی اس طرح پتروں کی تریپتی لکھی ہے

(۴) منوسمرتی مطبوعہ نولکشور پریس لکھنو حسب الاجازت منشی نولکشور جی سی آئی۔ ای مترجمہ مہامہوپادھیائے دہرم شاستر گرگنہ پنڈت مہرچند جی ۱۸۹۵ء ادھیائے دس صفحہ (۴۸۷)

(۱) "دہرم اور ادہرم کے جاننے والے بھوک سے تنگ آکر بامدیو رشی نے کتے کا مانس کھانے کی خواہش کی۔ جان کی حفاظت کے لئے۔ اور اوس کو کوئی دوش نہ لگا" $\frac{10}{199}$

(ب) بھوک سے تنگ آکر دہرم اور ادہرم کے جاننے والے وشوامتر رشی چنڈال کے ہاتھ سے لیکر کتے کی ران کا گوشت کھانے کو تیار ہوئے" $\frac{10}{108}$

پنڈت جوالا پرشاد جی بھارت دہرم مہامنڈل کے مہوا پدیش کی منوسمرتی بھاشا ٹیکا میں ان ہر دو شلوکوں کا صفحہ ۴۱۸۔ اور ۵۱۸ پر بھی یہی ترجمہ کیا گیا ہے

(ج) مہابھارت شانتی پرب ادھیائے ۱۴۱۔ وشوامتر رشی کھانے کو کتے کی ران چرانے کے لئے رات کے وقت چنڈال کے گھر گئے۔

(۴) منوسمرتی۔ ادھیائے گیارہ صفحہ ۵۷۷ شلوک ۱۱۸ نمبر (۱) جو برت میں ٹکا ہوا برہماچاری دوج جان کر ویرج کو سینچے۔ وہ اوکرن چوراہے میں کالے گدھے و پاکو پکا کر پاک یگیہ کی ودھی سے رات کے وقت نرتی دیوتا کا لوجن کرے

(ب) صفحہ ۵۷۸ شلوک ۱۲۲۔ اگر آدمی نے یہ کرنی فعل ہو جاوے جو پرائشچت کے لائق ہے۔ تو پورہ دوکت گدھے کا یگیہ کرکے اور گدھے کے چمڑے کو پہن کر "اور میں ادکرنی ہوں" اس طرح اپنے فعل کو ظاہر کرتا ہوا

سات گھر سے ہر روز بھیک مانگے۔ کیونکہ ہارت رشی نے ایسا ہی پرائشچت لکھا ہے۔

(ج) پارسکر گرہ۔ سوتر۔ کانڈ کا بارہ میں گدھے کا ہوم لکھا ہے۔ اسی طرح (د) آپستھنبہ سوتر اور گوتم گرہ سوتر میں بھی یہی لکھا ہے میکسمولر صاحب نے بھی پرکار ترجمہ کیا ہے۔ دیکھو آپستھنبہ سوتر مترجمہ جارج بہلر صاحب پرشن اول۔ پٹل نو۔ کھنڈ ۲۳ صفحہ ۸۵۔

(س) گوتم مترجمہ میکسمولر صاحب ۲۳/۱۲ کتب مقدسہ شرقی جلد دوم میں بھی یہی ذکر ہے۔

(۵) پنڈت بھیم سین جی شرما نے وششٹ سمرتی بھاشا میں لکھا ہے۔ کہ پتری دیو اور اتتھیوں دیو کی پوجا میں شاستر وکت وہی سے پشو ہنسا کرے (پرنتو کلیگ میں وششٹھ آدمی کا دوش ہون سے منع ہے) اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلے یگوں میں ضروری مطلب کے لئے ہنسا ہوتی تھی جو کل یگ میں منع ہے۔ اسی طرح پنڈت جوالا پرشاد جی مصر لکھتے ہیں۔ اگنی ہوتر۔ گوالبھ (گائے مارنا) سنیاس۔ مانس پنڈ دیو سے پتر کی اتپتی (پیدائش) یہ پورو کت کل یگ میں منع ہے۔ گویا پہلے یگوں میں یہ سب کچھ جائز تھا۔ کل یگ میں نہیں۔

(۴) گئو مانس ودھان (۱) شیو پوران دھرم سنہتا۔ ادھیائے ۶۳ میں بیان ہے کہ کوشک کے پتر گرگ رشی کے شاگردوں نے گئو راس کا مانس شرادھ میں کھایا۔ متسیہ پوران کے بیسویں ادھیائے میں بھی اسی طرح ورنن ہے (۲) آپستھنبہ دھرم سوتر۔ پرتھم (اول) پرشن کے پانچویں پٹل کی

اٹھارھویں کانڈ کا میں ذکر ہے۔ کہ گئو اور بیل کا مانس کھانے یوگیہ (لائق) ہے۔

(۳) مصنف وشنو پران (مطبوعہ بنگ باسی سمت ۱۹۵۶ باہتمام شری اردو نوشے رائے جی جو سناتن دھرم کے بھاری پنڈت ہیں) صفحہ ۳۱۳ و ۳۱۴ اودھیائے ۱۶۔ انش تیسرا میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ گئو مانس دینے سے گیارہ مہینے تک پتری گن ترپت رہتے ہیں۔ گینڈے کا مانس کرشن شاک اور مدھو پرک یہ چیزیں شرادھ کرم میں بہت ہی شریشٹ اور ترپتی واکیہ ہیں۔ (۴)

JULLIUS JELLY مترجمہ جولیس جیلی INSTITUTES OF VISHNU

صفحہ ۱۶۹ وشنو سنہتا ادھیائے انشی میں لکھا ہے کہ گائے کا مانس شرادھ میں کھلانے سے نو مہینے تک پتری گن ترپت رہتے ہیں۔

(۵) وشسٹھ سمرتی جس کا ترجمہ بھاشا میں پنڈت بھیم سین جی نے کیا ہے۔ اور جس کو پنڈت بھیم سین جی نے ہی اٹاوہ میں اپنے برہمن پریس آلہ ۱۹۰۸ء میں چھپوایا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱ پر لکھا ہے اور یہی شرتی (وید) میں لکھا ہے۔ آئے ہوئے برہمن و کھشتری راجا اور آتتھی کے لئے بڑے بیل اور بڑے بکرے کو پکاوے۔ شلوک ۸۔

(۶) برہدارنیک اپنشد۔ اودھیائے ۸ براہمن ۴ منتر ۱۸۔ میں جو پرش چاہے کہ میرا پتر پنڈت۔ پرکھیات۔ پرگلبھ۔ سندر ارتھ والی وانی کا بولنے والا چاروں ویدوں کا وکتا سمپورن آیو کا بھوگنے والا ہووے۔ وہ پرش جوان بیل اتھوا اس سے کچھ زیادہ عمر والے بیل کا مانس چاولوں کے ساتھ پکا کر اس میں گھی ڈال کر اپنی عورت سمیت (یعنے دونوں عورت اور مرد) کھاویں۔

(۷) براہمن سروسیہ جلد تین۔ نمبر ۲ صفحہ ۸۰۔ اور صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں۔

"اگرچہ مدہوپرک میں گئوگا المبھن پارسکر آچاریہ نے کہا ہے تاہم بھی وہ سورگ کا ہیتو ہونے اور لوگوں کو برا معلوم ہونے سے کل یگ میں ایسا کام نہ کرے کیونکہ ایسے دہرم بھی آچرن نہ کرے۔ ایسا یاگیہ ولکیہ آدی سمرتی میں نشیدھ دیکھتا ہے۔ اور منوجی نے بھی لکھا ہے۔ کہ جس میں سکھ کا اوم نہ ہو۔ اور لوگ جس کو جس زمانے میں برا سمجھیں اوس وقت اوس دہرم کو بھی چھوڑ دیوے دہرم کا لکشن یہی ہے۔ کہ جس کام کو پرمانک گرنتھوں میں کر تو یہ کہا ہے وہی دہرم ہے۔ گوالمبھ (گئوکشی) کی ودہی کو اور یگیوں میں اوکاش (موقع فرصت) ہونے سے چرتارتھ ہے (قابل عمل ہے) اور منو یاگیہ ولکیہ آوک ودہی نشیدھ واکیہ کلی یگ میں چرتارتھ ہونے سے ودہی نشیدھ دونوں واکیہ سارتھک (درست) ہوجاتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ گوالمبھ جیسا سب کسی کی نظر میں نندرت کام شاستر کار آچاریہ نے کر تو یہ دہرم کوٹی میں کیوں رکھا۔ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ جب دہرم کے برخلاف وشئے واسنا زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ دہرم پر منشوں کی دردرھ (پختہ مضبوط) ستھتی (قائم رہنا) نہیں رہتی تب اچھی نیت کہے کاموں میں بھی منشوں کی بدھی بدل جاتی ہے۔ پنڈت بھیم سین جی براہمن سروسیہ کے اڈیٹر ہیں مدہوپرک کے متعلق اون کی رائے ہم اون کے اخبار سے لیکر اوپر درج کرچکے ہیں۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مدہوپرک میں گائے کا مارنا کل یگ میں اس واسطے منع ہے کہ ایک تو اس سے اس کل یگ میں سورگ نہیں ملتا دوسرے لوگوں کو برا معلوم ہوتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اور رگوں میں اس مطلب کے لئے گائے ماری جاتی تھی۔ دوسرے پنڈت جی فرماتے ہیں۔ "اگر کوئی کہے گوالنبھن جیسا" وغیرہ اس سے ان کا یہ منشا ہے کہ آج کل کل یگ میں ویدک مت کے پیروؤں کی درڑھ ستھتی (اچھی طرح قائم) نہیں ہے۔ اس لئے اون کی بدھی بدل گئی ہے۔ جس سے مدھوپرک میں گائے وغیرہ کے کارن جو کہ ایک دھرم کا کام ہے اور اچھا ہے۔ وہ بھی اون کو برا معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے کل یگ میں اس کی مخالفت ہے۔ یہ ہے اس پنڈت کے دھرم بھاؤ کا نمونہ جس کو بہت سے ہندو لوگ اپنے دھرم کا سچا رکھشک خیال کر کے آسمان پر چڑھائے پھرتے ہیں اور مخالفین سے شاستر ارتھ کے لئے جھٹ اس کو بلا لیتے ہیں اور بھاری دکشنا دے کر اوس کا آدر سنمان کرتے ہیں۔

فی الحال اسی پر اکتفا کرتے ہیں گو اس قسم کے بیسیوں حوالجات بوقت ضرورت پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ناظرین کو ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ سوائے ایک دو حوالہ کے ہم نے باقی کل حوالجات بھیم گیان ترشنکا نامی پستک سے لئے ہیں۔ جو انہل پور پاٹن۔ گجرات۔ کاٹھیاواڑ کے وکیل لہر وبھائی نے احمد آباد سٹی پرنٹنگ پریس میں سمت ۱۹۶۶ مطابق ۱۹۰۹ء میں چھپوایا ہے جس کو مفصل دیکھنا منظور ہو تو وہاں سے دیکھ سکتا ہے۔ یا اگر ضرورت پڑے تو ہم خود ہی اور دو تین نمبروں میں مفصل بحث کریں گے۔

ہندو دھرم کا حقیقی (منشی رام (ہیڈ ماسٹر پنجابی ٹڈل سکول۔ نارووال سیالکوٹ)" (رسالہ اندرصفحہ ۳۵ تا ۴۰) ماخوذ از اخبار "مسلمان" امرتسر مورخہ ۲ جنوری ۱۹۱۱ء

مطبوعہ
مکتبۂ ابراہیمیہ مشین پریس اسٹیشن روڈ
حیدرآباد دکن